فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیسِ دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب حفظہ اللہ

جمعۃ المبارک 07 رجب المرجب 1445 19 جنوری 2024

شمارہ 234

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- مسئلہ میراث
- حضرت آدمؑ کا شیطان سے مکالمہ
- ناپاک پاؤں کے ساتھ کنویں میں اترنے سے پانی کا حکم
- زکوٰۃ میں نئے کپڑے دینا
- مسلم پرو نامی ایپلی کیشن کا استعمال کرنا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com
  پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com
  پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی
C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

مسئلہ میراث

سوال: میرا رشتہ دار وفات پاچکا ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں تھی، اس کی بیوی نے عدت کے بعد دوسری جگہ شادی کرلی ہے، اب مرحوم کے بھائی نے کہا کہ اس کی بیوی کا میراث میں کوئی حصہ نہیں، کیوں کہ اس کی اولاد نہیں تھی، اب آپ بتائیں بیوی کو میراث میں حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ کے لیے اپنے مرحوم شوہر کی میراث میں حصہ مقرر کیا ہے، دیگر ورثاء کے ذمے بیوہ کو اس کا حصہ دینا ضروری ہے، اس کے معاف کرنے یا دوسری جگہ نکاح کرنے سے بیوہ کو ملنے والا حصہ ساقط نہیں ہوتا، نیز شریعت کی رو سے مرحوم شوہر کی اولاد ہونے کی صورت میں بیوہ کو اپنے مرحوم شوہر کے ترکہ سے آٹھواں حصہ جبکہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی حصہ ملے گا۔

لہذا صورت مسئولہ میں مرحوم کی بیوہ مرحوم کی میراث میں چوتھائی حصے کی حق دار ہے۔ دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی بنا پر مرحوم کی میراث سے اس کی بیوی کا حصہ ساقط نہیں ہوگا۔

«ولهن الربع مما تركتم إن لم يكن لكم ولد فإن كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها أو دين» (النّساء،الأية:١٢)

«وأما الاثنان من السبب فالزوج والزوجة فللزوج النصف عند عدم الولد وولد الابن، والربع مع الولد أو ولد الابن وللزوجة الربع عند عدمهما والثمن مع أحدهما، والزوجات والواحدة يشتركن في الربع والثمن وعليه الإجماع»، [الفتاوى الهندية: كتاب الفرائض:الباب الثاني في ذوي الفروض]

«قال - رحمه الله - (وللزوجة الربع) أي للزوجة نصف ما للزوج فيكون لها الربع حيث لا ولد ومع الولد أو ولد الابن.وإن سفل الثمن» لقوله تعالى: {ولهن الربع مما تركتم إن لم يكن لكم ولد فإن كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم} [النساء: ١٢] [البحر الرائق شرح كنز الدقائق: كتاب الفرائض:أنواع الحجب]

حضرت آدمؑ کا شیطان سے مکالمہ

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ (الاعراف: ٢١) سوال یہ ہے کہ کیا شیطان براہ راست حضرت آدم علیہ السلام سے گفتگو کررہا تھا یا پھر یہ دل کے اندر وسوسہ کے ذریعہ سے معاملہ تھا۔ از راہ کرم اس ضمن میں مدلل جواب سے مستفید فرمادیجیے۔

جواب: حضرت آدم اور شیطان کے مکالمے کے بارے میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ہیں: »اس سوال کا بے غبار جواب یہ ہے کہ شیطان کے بہکانے اور وہاں تک پہنچنے کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر ملاقات کے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو عام طور پر انسان نہیں کرسکتے، ان کو مختلف شکلوں میں متشکل ہوجانے کی بھی قدرت دی ہے، ہوسکتا ہے کہ اپنی قوت جنیہ کے ذریعہ مسمریزم کی صورت سے آدم وحوّا کے ذہن کو متاثر کیا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی دوسری شکل میں مثلاً سانپ وغیرہ کی شکل میں متشکل ہوکر جنت میں داخل ہوگیا ہو اور شاید یہی سبب ہوا کہ آدم (علیہ السلام) کو اس کی دشمنی کی طرف دھیان نہ رہا قرآن مجید کی آیت: وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (٢١ : ٧) سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے صرف وسوسہ اور ذہنی اثر ڈالنے سے کام نہیں لیا، بلکہ آدم وحوّا سے زبانی گفتگو کرکے اور قسمیں کھا کر متاثر کیا«

علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ شیطان زمین پر ہو اور حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ہوں، اور شیطان نے زمین پر ہوتے ہوئے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال دیا ہو۔ (الکشاف للزمخشری)

»ابن جریر نے ابن مسعود و ابن عباس، ابو العالیہ، وہب بن منبہ اور محمد بن قیس (رض) سے بھی اسی روایت کی موافقت کی ہے، حسن نے کہا ہے کہ آدم وحوا علیہما السلام اکثر جنت کے دروازے پر آیا کرتے تھے ایک روز جو وہ معمول کے موافق آئے تو شیطان نے انہیں بہکا دیا« (تفسیر مظہری مترجم)

وفي كيفية توسله إلى ذلك أقوال، فقيل: دخل الجنة ابتلاء

لآدم وحواء، وقيل: قام عند الباب، فناداهما، وأفسد حالهما، وقيل: تمثل بصورة دابة، فدخل، ولم يعرفه الخزنة، وقيل: أرسل بعض أتباعه إليهما، وقيل: بينما هما يتفرجان في الجنة، إذ راعهما طاوس تجلى لهما على سور الجنة، فدنت حواء منه، وتبعها آدم، فوسوس لهما من وراء الجدار، وقيل: توسل بحية تسورت الجنة، ومشهور حكاية الحية، (روح المعانی)

فان قلت: كيف توصل إلى إزلالهما ووسوسته لهما بعد ما قيل له (فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ) . قلت: يجوز أن يمنع دخولها على جهة التقريب والتكرمة كدخول الملائكة، ولا يمنع أن يدخل على جهة الوسوسة ابتلاء لآدم وحواء.وقيل كان يدنو من السماء فيكلمهما. وقيل: قام عند الباب فنادى. وروى أنه أراد الدخول فمنعته الخزنة، فدخل في فم الحية حتى دخلت به وهم لا يشعرون. قيل اهْبِطُوا خطاب لآدم وحواء وإبليس: وقيل والحية.(الكشاف للزمخشرى)

وقد توصل إلى إزلالهما بعد ما قيل له: ﴿فاخرج منها فإنك رجيم﴾ [الحجر: ٣٤]، لِأَنَّهُ منع عن دخولها على جهة التكرمة كدخول الملائكة، لا عن دخولها على جهة الوسوسة ابتلاء لآدم وحواء. وروي أنه أراد الدخول فمنعته الخزنة، فدخل في فم الحية حتى دخلت به. وقيل: قام عند الباب فنادى (مدارک التنزیل)

وفي كيفية إزلاله لهما، ثلاثة أقوال. أحدها: أنه احتال حتى دخل إليهما الجنة، وكان الذي أدخله الحية، قاله ابن عباس، والسدي. والثاني: أنه وقف على باب الجنة، وناداهما، قاله الحسن. والثالث: أنه وسوس إليهما، وأوقع في نفوسهما من غير مخاطبة ولا مشاهدة، قاله ابن إسحاق، وفيه بعد. قال الزجاج: الأجود: أن يكون خاطبها، لقوله: ﴿وقاسمهما﴾ (تفسير ابن جوزى)

ناپاک پاؤں کے ساتھ کنویں میں اترنے سے پانی کا حکم

سوال: ایک آدمی کے پاؤں پر پاخانہ لگا تھا کہ وہ اسی حالت میں کنویں میں اتر گیا۔ اب اس پانی کا کیا حکم ہے پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو اس کی پاکی کی کیا صورت ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اگر کنویں کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ سے کم ہو، تو کنواں ناپاک ہو چکا ہے۔ کنویں کو پاک کرنے کے لیے کنویں کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے، اگر سارا پانی نکالنا مشکل ہو مثلاً: کنواں چشمہ دار ہو یا نیا پانی نکلتا ہو، تو دو عادل آدمی جو پانی کے معاملے میں مہارت رکھتے ہو، ان کو بلایا جائے، وہ پانی کی جتنی مقدار بتائیں، اسی مقدار کا پانی نکالا جائے، البتہ اگر یہ بھی مشکل ہو مثلاً: ماہر آدمی نہیں ملتے تو تین سو (۳۰۰) ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔ اگر ۲۲۵ مربع سے بڑا کنواں ہے اور نجاست کی مقدار بہت کم ہے کہ پانی میں نجاست کا اثر رنگ، بو وغیرہ ظاہر نہیں ہو، ایسے میں کنواں پاک سمجھا جائے گا۔

«وإذا وقعت في البئر نجاسة نزحت وكان نزح ما فيها من الماء طهارة لها بإجماع السلف»: (الهداية: فصل في البئر).

«ولو وقعت في البئر خشبة نجسة أو قطعة من ثوب نجس وتعذر إخراجها وتغيبت فيها طهرت الخشبة والقطعة من الثوب تبعا لطهارة البئر. وعزاه إلى الفتاوى. وفي المجتبى ومعراج الدراية: ونزحه أن يقل حتى لا يمتلئ الدلو منه أو أكثره ا هـ. أي ونزح ماء البئر لكن هذا إنما يستقيم فيما إذا كانت البئر معينا لا تنزح وأخرج منها المقدار المعروف، أما إذا كانت غير معين فإنه لا بد من إخراجها لوجوب نزح جميع الماء» (البحر الرائق شرح كنز الدقائق).

«(وإن تعذر) نزح كلها لكونها معينا (فبقدر ما فيها) وقت ابتداء النزح قاله الحلبي (يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء) به يفتى، وقيل يفتى بمائة إلى ثلثمائة وهذا أيسر، وذاك أحوط». [الدر المختار مع ردّالمحتار: كتاب الطهارت: فصل في البئر].

«ولو له طول لا عرض لكنه يبلغ عشرا في عشر جاز تيسيرا، ولو أعلاه عشرا وأسفله أقل جاز حتى يبلغ الاقل، ولو بعكسه فوقع فيه نجس لم يجز حتى يبلغ العشر، (الدر المختار: كتاب

الطهارة: باب المياه)

« (قوله: ولو جعل قائل الحد الفاصل إلخ) قال في النهر لكنه بعيد إذ هو شأن الجاري وقد علمت أن ماء البئر، وإن كثر في حكم القليل اه أي ما لم يبلغ عشرا في عشر».:(البحر الرائق شرح كنز الدقائق:فصل استعمال جلدالفيل اذدبغ)

زکوٰۃ میں نئے کپڑے دینا

سوال: کیا زکوٰۃ کی مد میں کسی کو نئے کپڑے دیے جاسکتے ہیں؟اور اگر دیے جا سکتے تو کیا کسی ایسے ادارے کو دے سکتے ہیں، جہاں سے ضرورت مند خود آکر اپنی مرضی سے منتخب کر کے لے جاتا ہو؟

جواب: زکوٰۃ کی مقدار کی تعیین رقوم سے ہوگی، لہذا رقوم سے نئے کپڑے خرید کر فقراء و مساکین کو مالک بنا کر دیے جائیں تو اس سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔اسی طرح زکوٰۃ کی رقم سے کپڑے خرید کر ایسے با اعتماد ادارے کو دیے جاسکتے ہیں جن کے ہاں مستحقین تک زکوٰۃ پہنچانے کا شریعت کے دائرے میں معقول انتظام ہو۔وہ ادارہ چاہے تو مستحقین کو اپنے ہاں بلا کر زکوٰۃ کی اشیاء حوالے کرتا ہو یا مستحقین تک پہنچا کر، دونوں صورتیں شرعاً درست ہیں۔

وذكر محمد رحمه الله في «الرقيات» أنه يقوم في البلد الذي حال الحول على المتاع بما يتعارفه أهل ذلك البلد نقداً فيما بينهم، يعني غالب نقد ذلك البلد، ولا ننظر إلى موضع الشراء، ولا إلى موضع المالك وقت حولان الحول؛ لأن هذا مال وجب تقويمه، فيقوّم بغالب نقد البلد كما في ضمان المتلفات إلا أنه يعتبر نقد البلد الذي حال الحول فيه على المال؛ لأن الزكاة تصرف إلى فقراء البلدة التي فيها المال، فالتقويم بنقد ذلك البلد أنفع في حق الفقراء من حيث الرواج، فيجب اعتباره. (المحيط البرهاني في الفقه النعمان، كتاب الزكاة، الفصل الثالث في بيان مال الزكاة، ج:٢، ص:٢٤٦، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م)

وأما الذي يرجع إلى المؤدي فمنها أن يكون مالا متقوما على الإطلاق سواء كان منصوصا عليه أو لا من جنس المال الذي وجبت فيه الزكاة أو من غير جنسه. والأصل أن كل مال يجوز التصدق به تطوعا يجوز أداء الزكاة منه وما لا فلا (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الزكاة، فصل ركن الزكاة، فصل الذي يرجع إلى المؤدي الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م)

مسلم پرو نامی ایپلی کیشن کا استعمال کرنا

سوال: کیا Muslim Pro نامی موبائل ایپلیکیشن استعمال کرنا صحیح ہے؟

جواب: مسلم پرو (Muslim Pro) ایک موبائل ایپ ہے جو نمازوں کے اوقات، قبلہ کی تعیین، تلاوت، اذکار، دعاؤں وغیرہ پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ اس ایپ میں مختلف فلمیں، سیریز، ویڈیوز بھی موجود ہیں۔ فلمیں ویڈیوز دیکھنا جائز نہیں۔نمازوں کے اوقات، قبلہ کی تعیین وغیرہ کی جائز ضروریات کے لیے مذکورہ ایپ استعمال کر سکتے ہیں، تاہم یہ ایپ موبائل میں ہوگی تو فلمیں دیکھنے کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہے گا، اس لیے بہتر یہ ہے کہ مذکورہ ایپ کو ڈاؤن لوڈ ہی نہ کیا جائے۔ نمازوں کے اوقات وغیرہ کی ضرورت کے لیے اس کی جگہ دوسری ایسی ایپس استعمال کی جاسکتی ہیں جن سے ضرورت بھی پوری ہو جائے اور وہ اس ایپ میں شامل خرافات سے بھی خالی ہوں۔

”عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه»(سنن الترمذی،أبواب الزهد،رقم الحديث: ٢٣١٧، ط: دار الغرب الاسلامی)

”كل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز“.(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل فی اللبس: ٦/٣٦٠)

ختم شد